مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ بَعْدُ!!

پاکستان کو وجود میں آئے چھپن سال گزر چکے، یہ مملکت خداداد ''لا الہ الا اللہ'' کے نام پر وجود میں آئی تھی۔لیکن قیام پاکستان سے لے کر آج تک یہ طے نہیں ہو پایا کہ اس ملک کا نظام اللہ کا نازل کردہ دین اسلام ہوگا یا یہود و نصاریٰ کا وضع کردہ ''نظام جمہوریت''۔عوام کالانعام ہیں افسوس تو رہبران دین شرع متین پر ہے کہ آج وہ بھی جمہوریت کے راگ الاپ رہے ہیں۔اور اس کو اسلام کی ''پیوند کاری'' کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

محترم حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''جمہوریت اسلامی کیسے؟'' میں اسی نظریہ کا ابطال کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے اور جمہوریت کفر و شرک کا نظام ہے۔یہ کبھی ایک نہیں ہو سکتے اور کسی ملک و ریاست میں مل کر نہیں چل سکتے۔

جماعۃ الدعوۃ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ دعوت و جہاد کے ساتھ ساتھ یہ امارت و خلافت کی سیاست کی داعی ہے اور امت مسلمہ کے لیے اسی کو راہ نجات سمجھتی ہے۔یہ کتابچہ پہلے بھی کئی دفعہ شائع ہو چکا ہے۔اب دوبارہ اس کی افادیت کے پیش نظر ''دارالاندلس'' کی طرف سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔مختصر ہے لیکن نظام کفر کی جڑیں کاٹنے والا۔خود بھی پڑھیئے دوست احباب کو بھی دیجئے۔اللہ تعالیٰ حق پر قائم رکھے اور شہادت کی موت دے۔آمین

آپ کا بھائی!

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمہوریت اسلامی کیسے؟

جمہوریت اسلامی کیسے؟

یہ دور مسلمانوں کے لئے سخت ابتلاء کا دور ہے۔ جو زوال و انحطاط اس دور میں مسلمانوں کا ہوا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔مغربیت اب ذہنوں میں ایسی گھسی ہے کہ اسلامی اقدار بالکل ہی بدل گئی ہیں۔مسلمانوں کے نزدیک اب اسلام کا معیار قرآن و حدیث نہیں رہا بلکہ مسلمانوں کی اکثریت ہوگیا ہے۔آج جس کو مسلمانوں کی اکثریت اسلام کہے وہ اسلام ہے،قرآن وحدیث جسے اسلام کہیں وہ اسلام نہیں۔آج مسلمان جمہوریت کو اسلامی کہتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ جمہوریت اسلامی کیسے ہے؟ کیا قرآن وحدیث جمہوریت کو اسلامی کہتے ہیں۔اسلامی تاریخ جمہوریت کو اسلامی مانتی ہے۔اسلام کا معیار اصل میں قرآن وحدیث ہے۔اگر قرآن و حدیث ہی جمہوریت کو اسلامی نہ کہیں تو جمہوریت اسلامی کیسے ہوسکتی ہے؟ اگر جمہوریت اسلامی چیز ہوتی تو خلفاء اربعہ کے مثالی دور کو ''دور اسلامی جمہوریت'' کہتے ،خلافت نہ کہتے ۔جب اسلامی تاریخ کے اس بہترین دور کو''خلافت راشدہ'' کہتے ہیں۔دور اسلامی جمہوریت نہیں کہتے تو ثابت ہوا کہ جمہوریت کوئی اسلامی نظام نہیں۔قرآن وحدیث اور اسلامی تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا نظام حکومت خلافت ہے جمہوریت نہیں۔قرآن وحدیث میں خلافت کا ہی ذکر ہے۔جمہوریت کا کہیں ذکر نہیں۔ چنانچہ خلافت کے بارے میں قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ [البقرۃ:۳۰]

انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں انسان کو پیدا کر کے زمین میں نظام خلافت قائم کرنے والا ہوں۔

﴿عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ [الاعراف:۱۲۹]

''عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا، پھر دیکھے گا تم کیا کرتے ہو۔''

﴿یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ [ص:۲۶]

''اے داوٗد! ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے، پس لوگوں کے درمیان فیصلے (اللہ کے اتارے ہوئے) حق کے ساتھ کرنا

،اپنی خواہش کے پیچھے نہ چلنا،اس سے آپ گمراہ ہوجائیں گے۔‘‘

﴿وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُم فِیْ الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ولَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِیْ ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْناً ○ یَعْبُدُوْنَنِی لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئاً وَّمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُلٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

[النور:٥٥]

’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے اللہ کا ان سے وعدہ ہے،کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا،جیسے اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا،ان کی خلافت میں اللہ کے دین کو جو اللہ کو پسند ہے،غالب کرے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔اس دور میں لوگ اللہ کی بندگی کریں گے۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔پھر جو اس کے بعد کفر کرے وہ فاسق ہے۔‘‘

﴿وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآئَھُمْ﴾

[المائدہ: ٤٩]

’’اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے ساتھ ان میں فیصلہ کیا کر،لوگوں کی مرضی پر نہ چل۔‘‘

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾

[المائدہ :٤٤]

’’جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے ساتھ حکومت نہ کرے وہ کافر ہے۔‘‘

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

[المائدہ :٤٥]

’’جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے ساتھ حکومت نہ کرے وہ ظالم ہے۔‘‘

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾

[المائدہ :٤٧]

’’جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے ساتھ حکومت نہ کرے وہ فاسق ہے۔‘‘

بخاری و مسلم کی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کیا کرتے تھے۔جب کسی ایک نبی کا انتقال ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا۔لیکن اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔اب خلفاء ہی کثرت سے ہوں گے،جو سیاست کے فرائض سرانجام دیں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:اس سلسلے میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:’’یکے بعد دیگرے ہر خلیفہ کی بیعت کرنا اور ان کے وفادار رہنا۔ان کا حق ان کو دینا۔ان کی کسی کوتاہی کو بہانہ بنا کر ان کی اطاعت سے روگردانی نہ کرنا۔اللہ ان

سے پوچھے گا کہ انہوں نے رعیت کا حق ادا کیا یا نہیں۔تم اپنے کسی حق کو آڑ بنا کر ان سے بغاوت نہ کرنا۔یعنی جب تک وہ کفر بواح کے مرتکب نہ ہوں ان کے وفادار رہنا،ان کی بیعت سے دست کش نہ ہونا۔‘‘

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسلام کا آئیڈیل نظام حکومت تو خلافت ہی ہے لیکن اگر مسلمان اس مثالی حکومت کو قائم نہ رکھ سکیں تو پھر دوسرے نمبر پر مسلمانوں کا رائج نظام حکومت ملوکیت ہے۔مسلمانوں کی تیرہ سو سال کی تاریخ خلافت وملوکیت کی ہی تاریخ ہے۔خلافت وملوکیت کا زمانہ ہی مسلمانوں کی شوکت اور عروج کا زمانہ ہے۔ چودہویں اور پندرہویں صدیاں جو جمہوریت کی صدیاں ہیں مسلمانوں کی انتہائی زوال کی صدیاں ہیں،ان میں مسلمانوں نے کھویا ہی ہے کمایا کچھ نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ))

[مشکوۃ ۱۶۹۵/۳،کتاب المناقب ،باب مناقب الصحابة رقم ۶۰۰۱ ......سلسلة الاحادیث ۳۱۹/۲ ...... اخرجه احمد فی مسنده بالفاظ مختلفة ،عن نعمان بن بشیر ۲۷۶/۴،رقم: ۱۷۹۶۰]

اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لحاظ سے سب سے بہتر میرا اور پھر اس کے بعد کے دو زمانے ہیں۔ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اس امت کی عافیت اس کے پہلے حصے میں ہے،مسلمانوں کی تاریخ کے جس دور کو آپ نے غلبہ اسلام اور عافیت کا دور بتلایا ہے اس دور میں خلافت وملوکیت ہی تھی ، جمہوریت نہ تھی۔احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا غلبہ تو درکنار اسلام کی خیر ہی نہیں ۔جمہوریت میں اسلام اور مسلمان دونوں کو خطرہ ہے۔تجربہ شاہد ہے،تاریخ گواہ ہے کہ جمہوریت اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔اسی لئے جمہوریت آج تک مسلمانوں کے کسی ملک میں کامیاب نہیں ہوئی۔ جب جمہوریت کا نام تک قرآن وحدیث میں نہیں،تو اب چودہویں یا پندرہویں صدی میں جب کہ اسلام اور مسلمان اپنے زوال کی آخری حد تک پہنچ چکے ہیں،جمہوریت اسلامی کیسے ہوسکتی ہے ؟مسلمانوں کی بارہ تیرہ سوسالہ تاریخ جو جمہوریت کا نام نہیں لیتی تو دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے،یا تو پہلے جمہوریت نہ تھی،اگر تھی تو مسلمان جمہوریت کے نام سے واقف نہ تھے۔لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جمہوریت مسلمانوں میں ہو اور مسلمان جمہوریت سے واقف نہ ہوں اور اسلامی جمہور یہ نام نہ رکھیں۔اصل بات یہی ہے کہ پہلے مسلمانوں میں جمہوریت تھی نہیں یہ پیداوار ہی مغرب کی ہے اور مغرب کی ذہنی غلامی کے صلہ میں مسلمانوں کو ملی۔برصغیر پاک وہند میں انگریز کی آمد سے پہلے الیکشن کہاں تھے؟ کون جانتا تھا کہ جمہوریت کس بلا کا نام ہے مسلمانوں میں نظام حکومت کے دو ہی تصور تھے۔ایک خلافت دوسرا ملوکیت،مغرب کے غلبہ سے پہلے مسلمان کسی تیسرے نظام حکومت کو جانتے ہی نہ تھے رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی پیش گوئیوں میں دو نظاموں کا ہی ذکر فرمایا ہے،جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

((تَکُوْنُ النَّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلیٰ مِنْهَاجِ النَّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکاً عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبَرِیَّةً فَتَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنُ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلیٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَکَتَ))

[سلسلة الاحاديث الصحيحة ۱/۸رقم ۵ ،مسند احمد ٤/ ۲۷۳ رقم ۱۷۹۳۹]

آپ نے فرمایا: پہلے نبوت ہوگی جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی۔ پھر خلافت علی منہاج نبوت کا دور ہوگا۔ یہ بھی جب تک اللہ چاہے گا، رہے گا۔ پھر جبر واستبداد والی ملوکیت کا دور ہوگا یہ دور بھی جب تک اللہ چاہے گا رہے گا۔ آخر میں پھر خلافت علی منہاج نبوت کا دور ہو گا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ یعنی اس خلافت پر دنیا کا خاتمہ ہوگا۔''

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام کا آئیڈیل نظام حکومت تو خلافت علی منہاج نبوت ہی ہے جو شروع میں بھی تھی اور آخر میں امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے میں بھی ہوگی۔ ملوکیت اگر چہ اسلام کا آئیڈیل نظام نہیں، لیکن اگر کوئی بادشاہ نیک ہو تو بادشاہت اسلام میں نا قابل برداشت بھی نہیں۔ کیوں کہ یہ کوئی مستقل نظریاتی نظام نہیں جو اسلام سے متصادم ہو جیسا کہ جمہوریت متصادم ہے۔ بادشاہ اچھا بھی ہوسکتا ہے اور برا بھی۔ خلافت راشدہ کے بعد بہت سے مسلمان بادشاہ ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔ اس لئے اسلام جس طرح جمہوریت کے خلاف ہے ،ملوکیت کے خلاف نہیں۔ ملوکیت خیر بھی ہوسکتی ہے اور شر بھی۔ جمہوریت شر ہی شر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملوکیت کا ذکر خیر قرآن میں بھی ہے، اور حدیث میں بھی ،لیکن جمہوریت کا نام تک قرآن و حدیث میں نہیں۔ یہ بالکل برعکس نہند نام زنگی کافور والی بات ہے، جو مسلمان آج ملوکیت کو تو غیر اسلامی کہتے ہیں اور جمہوریت کو اسلامی۔ یہ ان کے مغرب سے متاثر اور اسلام سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ ورنہ اگر بادشاہ نیک اور خوف والا ہو اسلام کا پابند ہو تو خلیفہ اور بادشاہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو اللہ کے احکام کو نافذ کرے، وہ منتخب ہو یا غیر منتخب وہ خلیفہ ہے۔ کیوں کہ اس نے زمین میں اللہ کی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اسلام میں خلافت کا مقصد اللہ کی حکومت قائم کرنا ہے۔ عوام کی نمائندگی کرنا نہیں کہ عوام کا منتخب کردہ شخص ہی خلیفہ ہو اور جو عوام کا منتخب کردہ نہ ہو وہ خلیفہ ہی نہ ہو۔ جو حاکم اللہ کے قانون کا پابند ہو اور اللہ کے قانون کے ساتھ حکومت کرے وہ خلیفہ ہے۔ اگر جمہوریت کی طرح ملوکیت بھی مطلقاً اسلام میں نا قابل برداشت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے تبلیغی خطوط میں کافر بادشاہوں کو کبھی نہ لکھتے کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہاری بادشاہت برقرار رہے گی۔ چنانچہ آپ نے ہرقل شاہ روم کے نام، جیفر اور عبد شاہان عمان کے نام، حارث غسانی شاہ دمشق کے نام، ہودہ بن علی گورنر یمامہ کے نام جو خطوط لکھے ان میں لکھا تھا اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تمہارے ملک بدستور تمہارے قبضے میں رہیں گے۔ اس سے تعرض نہ کیا جائے گا ملاحظہ ہو بخاری شریف ، طبقات ابن سعد اور دیگر کتب سیر و تاریخ ،مواہب لدنیہ وغیرہ۔

جب آپ نے اپنے خطوط میں بادشاہتوں کے بحال رکھنے کا وعدہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ ملوکیت اسلام میں قابل برداشت ہے ۔جمہوریت کی طرح نا قابل برداشت نہیں۔ کیوں کہ اس سے اسلام کی نفی نہیں ہوتی۔ جمہوریت سے تو اسلام کی کلی نفی ہوتی ہے۔ اگر اس جمہوری دور کے مسلمانوں کی بصیرت قائم ہو تو وہ ضرور سوچیں کہ مغرب جو خلافت وملوکیت کا دشمن ہے اور مسلمانوں میں جمہوریت چاہتا ہے تو کیا وہ اسلام یا مسلمانوں کا خیر خواہ ہے؟ کیا کفر کبھی مسلمانوں کا خیر خواہ ہوسکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ کفر مسلمانوں کے لئے وہی چاہے گا جو مسلمانوں کو لادین بنائے جو چیز مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے، جمہوریت یہی کام کرتی ہے۔ جمہوریت خود لادین ہے اور لادین بناتی ہے تجربہ گواہ ہے کہ جب سے مسلمانوں میں یہ جمہوریت آئی ہے، مسلمان لادین ہو گئے ہیں اور مسلمان جوں جوں لادین

ہوتے جاتے ہیں ان کی دینی غیرت وحمیت اور اسلامی اخوت ومودت ختم ہوتی جاتی ہے اور یہ اسلام کو ختم کرنے کا طریقہ ہے اور یہ ایک سلسلہ ہے کہ جب دینی غیرت گئی تو جذبہ جہاد گیا۔ اسلامی اخوت گئی تو اتحاد گیا اور جب دونوں گئے تو اسلام گیا۔ کفر چاہتا ہی یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں سے نکل جائے اور مسلمان ناکارہ ہو کر رہ جائیں۔ قرآن نے پہلے ہی مسلمانوں کو خبردار کیا تھا۔

﴿ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً ﴾ [النساء:۸۹]

وہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ مسلمان بھی کفر کرکے کافروں جیسے بن جائیں تاکہ کفر کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے۔ جمہوریت مغرب کا آزمایا ہوا ہتھیار ہے۔ اس سے وہ مسلمانوں کو لادین بنانے کا کام لیتا ہے۔ مسلمان جب لادین ہو جاتے ہیں تو پھر ان میں قومی اور وطنی عصبیتیں ابھر آتی ہیں۔ جن سے ان میں تفریق پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ کمزور سے کمزور تر ہو کر کفر کے لئے تر نوالہ بن جاتے ہیں پاکستان کو پہلے بھی اس جمہوریت نے دو ٹکڑے کیا تھا اب بھی روس، بھارت اور اس کی حامی پارٹیاں جو پاکستان میں یہی چاہتی ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت بحال ہو، الیکشن ہوں اور چار قومی نظریہ کے تحت چاروں صوبے خود مختار ہوں اور اس طرح پاکستان ختم۔ اسلامی اخوت نے مختلف قوموں کو اکٹھا کرکے پاکستان بنایا تھا۔ اب جب کہ جمہوریت سے وہ اخوت ختم ہوگئی تو پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے لئے تیار ہے۔ صرف الیکشن کا انتظار ہے۔ یہ سمجھنا کہ خلافت راشدہ میں جمہوریت تھی، بہت بڑا دھوکا ہے۔ خلافت راشدہ میں جمہوریت قطعاً نہ تھی۔

(۱) کیا یہ جمہوریت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث:

((اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ))

[مسند احمد ۱۲۹/۳ رقم ۱۱۸۹۸ ،بخاری: کتاب الاحکام،باب الامر اء من قریش رقم ۷۱۳۹]

سنائی تو انصار نے خلافت کا خیال ہی دل سے نکال دیا اور کبھی خلافت کے حصول کی کوشش نہیں کی؟

(۲) کیا یہ جمہوریت ہے کہ ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور حضرت قیس بن عبادہ کی بیعت نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا؟

(۳) کیا یہ جمہوریت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کر دیا تھا اور کسی نے کوئی اعتراض کیا بھی تو انہوں نے اس کا مسکت جواب دیا؟

(۴) کیا یہ جمہوریت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ہی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کر دیا تھا لیکن جب وہ ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تو ان کا ارادہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کرنے کا تھا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) کیا یہ جمہوریت ہے کہ خلفاء راشدین میں سے ہر خلیفہ زندگی بھر خلیفہ رہا۔ یہ سوال کبھی پیدا ہی نہیں ہوا کہ عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے تین یا پانچ سال کے بعد الیکشن ہوں۔

(۶) مسلمانوں کی ساری تاریخ میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخر تک نامزدگی اور ولی عہدی کا ہی راج رہا۔ اگر اسلام میں جمہوریت ہوتی تو نامزدگی کا یہ غیر جمہوری فعل کبھی جائز نہ ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اور آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم ضرور

اس کے خلاف آواز اٹھاتے، جب کسی نے کبھی بھی اس کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی تو ثابت ہوا کہ نامزدگی اسلام کا ایک اجماعی مسئلہ ہے۔علامہ ماوردی تک اس کو اجماعی قرار دیتے ہیں۔

شرح مواقف میں جو عقائد کی مسلمہ ترین کتاب ہے، مرقوم ہے:

«وَاِنَّھَا تَثْبُتُ بِالنَّصِّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَمِنَ الاِمَامِ السَّابِقِ بِالْاِجْمَاعِ وَتَثْبُتُ بِبَيْعَتِ اَهْلَ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عِنْدَاَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ»

خلافت تین طرح سے منعقد ہوتی ہے۔

اولاً: رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے۔

ثانیاً: پہلے خلیفہ کی نامزدگی سے اور اس پر سب کا اجماع ہے۔

ثالثاً: اہل حل وعقد کی بیعت سے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ نامزدگی مسلمانوں کا ایک اجماعی مسئلہ ہے تو ثابت ہو گیا کہ اسلام میں جمہوریت نہیں، کیوں کہ نامزدگی سے تو جمہوریت کا تصور ہی باطل ہو جاتا ہے۔اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یزید کی نامزدگی پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعتراض کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعتراض نامزدگی پر نہ تھا اعتراض یزید کی وجہ سے تھا۔اگر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کی بجائے کسی اور کو نامزد کر جاتے تو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔جب خلافت راشدہ میں جمہوریت کی جڑ کاٹنے والی نامزدگی اور ولی عہدی موجود اور جمہوریت کے لوازمات ،مثلاً سیاسی پارٹیاں ،الیکشن ،حق بالغ رائے دہی اور کنویسنگ وغیرہ مفقود ہیں تو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ خلافت راشدہ میں جمہوریت تھی اور جب خلافت راشدہ میں جمہوریت نہ ہو تو جمہوریت کو اسلامی کیسے کہا جا سکتا ہے۔کیوں کہ کسی نظام کے اسلامی ہونے کے لئے اس کا دور رسالت اور خلافت راشدہ میں پایا جانا ضروری ہے۔جو نظام خیر القرون میں نہ پایا جائے، وہ اسلامی نہیں ہو سکتا۔

جمہوریت کو آج کل عام مسلمان اسلامی تو کہتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اسلام کا جمہوریت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ آخر ان دونوں میں کیا نسبت ہے؟ نسبتیں کل چار ہو سکتی ہیں۔تساوی، تباین، عموم خصوص مطلق، عموم خصوص من وجہ دو چیزیں یا ایک دوسرے کا عین ہو سکتی ہیں، یا غیر پھر ان میں عام خاص کی نسبت ہو سکتی ہے۔

(۱) اگر اسلام اور جمہوریت میں نسبت تساوی ہو، یعنی یہ دونوں ایک ہوں ،اسلام عین جمہوریت ہو اور جمہوریت عین اسلام۔تو پھر ماننا پڑے گا کہ جن ملکوں میں جمہوریت ہے وہاں اسلام ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔واقعہ یہ ہے کہ جن ملکوں میں جمہوریت ہے خواہ وہ ملک مسلمانوں کے ہیں یا کافروں کے۔وہاں اسلام نہیں وہاں صرف جمہوریت ہے۔اس کے علاوہ مغربی جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کے دعوے دار بھی اسلام نہیں مانتے۔وہ بھی کہتے ہیں کہ مغربی جمہوریت اسلام سے متصادم ہے۔اگر جمہوریت عین اسلام ہوتی اور اسلام عین جمہوریت ہوتا تو مغربی جمہوریت بھی ضرور اسلام ہوتی جب مغربی جمہوریت اسلام نہیں اور یہ مسلّم عندالطرفین ہے تو

ثابت ہوا کہ جمہوریت اسلام کا عین نہیں بلکہ غیر ہے۔ اگر اسلام اور جمہوریت مترادف ہوں تو اسلامی جمہوریت کی ترکیب بھی صحیح نہ ہو۔ کیوں کہ دو مترادف آپس میں یوں صفت موصوف نہیں ہو سکتے۔ پھر تو اسلامی جمہوریت کا نام ہی غلط ہوا۔

(۲) اگر اسلام اور جمہوریت میں نسبت تباین ہو تو پھر جمہوریت کفر ہے۔ کیوں کہ جن دو چیزوں میں تباین ہوتا ہے وہ ایک نہیں ہوتیں۔ وہ ایک دوسرے کا غیر ہوتی ہیں اور جو چیز اسلام کا غیر ہو گی وہ یقیناً کفر ہو گی۔ اگر جمہوریت اور اسلام میں نسبت تباین ہو تو پھر اسلامی جمہوریت کا معنی اسلامی کفر ہو گا اور چونکہ کفر کبھی اسلامی نہیں ہو سکتا۔ جیسے سوشلزم کفر ہونے کی وجہ سے اسلامی نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی جمہوریت کفر ہونے کی وجہ سے اسلامی نہیں ہو سکتی۔ پھر جمہوریت کو اسلامی کہنا اور اس کے لئے کوشش کرنا کفر اور اسلام کو جمع کرنا ہے، جو ناممکن ہے اور سعی لاحاصل ہے۔

(۳) اگر اسلام اور جمہوریت میں عموم خصوص مطلق یا عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو تو پھر اسلام اور جمہوریت میں جزو کل کا تعلق ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر اسلامی جمہوریت پورا اسلام نہیں ہو سکتی بلکہ اسلام کا جزو ہو گی۔ پھر اسلامی جمہوریت کے لئے کوشش کرنا پورے اسلام کی کوشش نہیں بلکہ ادھورے اسلام کی کوشش ہے جو سخت مذموم ہے۔ اگر جمہوریت اسلام کا جزو ہے جیسا کہ اسلامی جمہوریت کے دعوے دار کہتے ہیں اور اسلامی جمہوریت کے نام سے بھی واضح ہے تو پھر اسلامی جمہوریت کا مطالبہ چھوڑ کر پورے اسلام کا مطالبہ کرنا چاہئے۔ جب پورا اسلام آجائے گا تو جمہوریت اسلام کے اندر ہو گی وہ خود بخود آجائے گی۔ کیوں کہ جزو کل کے اندر آجاتا ہے۔ کل کے آجانے کے بعد پھر جزو کے لئے علیحدہ کوشش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر یہ صحیح ہے کہ اسلام میں جمہوریت ہے تو پھر اسلامی جمہوریت کا مطالبہ کرنا اور پورے اسلام کا مطالبہ نہ کرنا، چہ معنی دارد۔ کیا اسلامی جمہوریت والوں کو اسلام میں سے صرف جمہوریت ہی کی ضرورت ہے باقی اسلام کی ان کو ضرورت نہیں جو پورے اسلام کا مطالبہ نہیں کرتے۔ مطلب کا اسلام لینا تو ایسا گناہ ہے کہ جس کی سزا دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں سخت عذاب۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ سے ثابت ہے۔ آج مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا واحد سبب بھی یہ ہے کہ وہ پورے مسلمان نہیں۔ اگر وہ پورے مسلمان ہوں تو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح دنیا میں بھی حکمران ہوں اور آخرت میں بھی کامران۔ روس اور امریکہ والے جو دنیا کے مزے لیتے ہیں تو وہ اس وجہ سے کہ وہ ہماری طرح مذہب کے نام پر دھوکا نہیں دیتے۔ جو غیرت اور غصہ اللہ کو ایک منافق پر آتا ہے وہ کافر پر نہیں آتا۔ ہم اسلام کے نام پر اللہ سے منافقت کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ ہم پر زیادہ غضب ناک ہے۔ ادھورا مسلمان دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوتا ہے اور آخرت میں بھی نامراد۔

حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت نہ کل اسلام ہے نہ اسلام کا جزو، بلکہ اسلام کا غیر اور اس کی ضد ہے کیوں کہ اسلام ایک دین ہے اور جمہوریت لادینیت ہے۔ جمہوریت چاہتی ہے کہ اللہ کا کوئی تصور نہ ہو، حاکمیت عوام کی ہو۔ اسلام چاہتا ہے کہ حاکمیت اللہ کی ہو، اللہ کے سوا کسی کی نہ چلے اگر کوئی کہے کہ جمہوریت کا یہ تصور تو مغرب کا تصور ہے اسلامی جمہوریت کا یہ تصور نہیں تو اس سے کہا جا سکتا ہے کہ جب جمہوریت کوئی اسلامی چیز ہی نہیں تو اس کا کوئی اسلامی تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ جمہوریت مغرب کا نظام ہے اور مغرب کا تصور ہی اس کا اصل تصور ہے۔ رہ گیا آج کل کے مسلمانوں کا جمہوریت کو اسلامی کہنا تو ان کے کہنے سے جمہوریت اسلامی نہیں ہو سکتی۔ کفر کو کوئی کتنا بھی

اسلامی کہے کفر اسلامی نہیں ہوسکتا، کفر تو کفر ہی رہتا ہے۔ کافر مسلمان ہوجائے تو ہوجائے کفر کبھی اسلام نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کا پیش کردہ تصور اسلامی تصور نہیں کہلا سکتا۔ اسلامی تصور وہی ہوتا ہے جس کو قرآن وحدیث پیش کریں جس کو صرف مسلمان پیش کریں اور قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ اس کا نام تک نہ لیں اس کو مسلمانوں کا تصور تو کہہ سکتے ہیں اسلامی تصور نہیں کہہ سکتے۔ اسلامی تصور کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اصل قرآن وحدیث میں ہو اور اس کا پریکٹیکل خیر القرون میں ہو۔ جس کا پریکٹیکل خیر القرون میں نہ ہو وہ اسلامی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی فرق اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کی تاریخ کا ہے۔ اسلامی تاریخ اس دور کو کہتے ہیں جس میں اسلام کی حکومت ہو، مسلمان اسلام کے تابع ہوں اور اسلام مسلمانوں کے تابع نہ ہو جیسا کہ خلافت راشدہ میں تھا۔ جب اسلام مسلمانوں کے تابع ہوجائے، اس طرح سے کہ جو مسلمان کہتے یا کرتے جائیں اس کو اسلام سمجھا جائے۔ جب اسلام کا معیار قرآن وحدیث نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی اکثریت ہو جیسا کہ آج کل ہے تو اس دور کی تاریخ کو مسلمانوں کی تاریخ تو کہہ سکتے ہیں، اسلامی تاریخ نہیں کہہ سکتے۔ اسلامی تاریخ تو اسلامی اصولوں کی فرمانروائی کی تاریخ ہے اشخاص کی حکمرانی کو اسلامی تاریخ نہیں کہتے۔

جمہوریت ایک مستقل نظام ہے، جس کی داغ بیل موجودہ شکل وصورت میں انقلاب فرانس کے بعد پڑی۔ یہ مغرب کا نظام ہے، اس کو اسلام میں تلاش کرنا یا اسلام میں داخل کر کے اسے اسلامی کہنا اسلام سے بے خبری کی دلیل ہے۔ اسلام ایک جامع اور مکمل نظام حیات ہے اس کے تمام نظام اپنے ہیں۔ اس کو باہر سے کوئی نظام امپورٹ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بدعت کو جو اسلام میں بہت برا سمجھا جاتا ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اسلام بذات خود ایک جامع نظام ہے جو بالکل کامل اور مکمل ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کہ کسی اضافے کی ضرورت ہو۔ اگر اسلام کامل نہ ہوتا، اس میں کسی اضافے کی ضرورت ہوتی تو بدعات کو ممنوع قرار نہ دیا جاتا، بلکہ اسلام کی تکمیل کے لئے ہر زمانے میں بدعات کی اجازت ہوتی۔ جب اسلام بدعات کی بالکل اجازت نہیں دیتا بلکہ:

« اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ»

[ابو داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة رقم:٤٦٠٧،ابن ماجه کتاب السنة باب اجتناب البدع والجدل رقم ٤٦]

کہہ کر بدعات سے خبردار کرتا اور ڈراتا ہے تو یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اسلام اپنی ذات میں بالکل مکمل ہے۔ اس میں کسی بھرتی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ بدعات خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی، معاشرتی ہوں یا معاشی سب مذموم ہیں۔ آج مسلمان مذہبی بدعتوں کو بدعت سمجھتے ہیں، سیاسی یا معاشی بدعتوں کو بدعت نہیں سمجھتے۔ انکے خیال میں اسلام صرف چند عبادات اور مذہبی رسومات کا نام ہے۔ سیاست، معیشت اور معاشرت سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ جیسی بھی ہوں، سب ٹھیک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل عام مسلمان مذہبی رسومات کی حد تک تو مسلمان ہیں، سیاست، معیشت اور معاشرت میں وہ مسلمان نہیں بلکہ انگریز ہیں اور یہی ان کی اسلام سے دوری کا اصل سبب ہے۔ اللہ کے نزدیک تو پورا مسلمان ہی وہ ہوتا ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں مسلمان ہو۔ ادھورا مسلمان اللہ کے نزدیک مسلمان نہیں ہوتا بلکہ وہ منافق ہوتا ہے۔ جس کو اللہ دنیا وآخرت دونوں میں ذلیل کرتا ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ آج کل مسلمان ایک طرف تو کہتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ اسلام کا اپنا کوئی سیاسی یا معاشرتی نظام نہیں۔ اسی لئے وہ مغربی نظاموں کو اسلام کا لیبل لگا کر اسلامی بنالینے کے درپے ہیں۔ جبھی آج اسلامی

جمہوریت اور اسلامی سوشلزم جیسے قبیح اور مکروہ نام سننے اور دیکھنے میں آتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے اور یہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔ اس کا ہر نظام اپنا ہے اور عین فطرت کے مطابق ہے اور شروع سے ہے۔ اسلام کا کوئی نظام کسی ردعمل کے طور پر پیدا نہیں ہوا جیسا کہ جمہوریت شخصی حکومتوں کی چیرہ دستیوں کے ردعمل کے طور پر پیدا ہوئی ہے۔ اگر اسلام کا سیاسی عمل ٹھیک طور پر جاری ہو تو جمہوریت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ جمہوریت کی ضرورت اسی وقت محسوس ہوتی ہے جب شخصی حکومتیں من مانیاں کرتی ہیں اور عدل ومساوات غائب ہوتا ہے۔ جب حکومت اللہ کے قانون کی ہو، جس کی نگاہ میں حاکم ومحکوم سب برابر ہوتے ہیں تو جمہوریت کا وجود میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خلافت راشدہ میں جمہوریت کا تصور تک نہ تھا صرف اسلام کا سیاسی نظام ہی سرگرم عمل تھا جس کی وجہ سے عدل، مساوات اور عوام کی آزادی اور خوشحالی کی وہ ریل پیل تھی کہ جمہوریت بھی اس کے آگے شرمندہ ہے۔ اس دور کی برکات کو دیکھ کر جاہل مسلمان کہہ دیتے ہیں کہ اس دور میں جمہوریت تھی جس کے وہ سارے کرشمے تھے۔ جمہوریت کا تو اس وقت نام ونشان تک نہ تھا۔ جمہوریت سے کبھی وہ برکتیں حاصل نہیں ہوسکتیں جو اسلامی نظام سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

جب اسلام اللہ کا دین ہے تو اسلام کا نظام سیاست بھی اللہ کے دین ہی کا ایک حصہ ہے۔ جس کی غرض وغایت اقامت دین ہے۔ اس میں کسی کی حق تلفی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسلام میں ہر ایک کی پوری حق رسی ہوتی ہے۔ اسلام میں حقوق وفرائض اللہ مقرر کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ کا دین ہے۔ جمہوریت میں حقوق وفرائض لوگ مقرر کرتے ہیں جس میں بے اعتدالی ہوتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریت میں آئے دن حقوق ومطالبات کی یلغاریں ہوتی ہیں۔ اور تحریکیں اٹھتی رہتی ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے اس میں ایسی شورشیں کبھی پیدا نہیں ہوسکتیں جیسی جمہوریت میں پیدا ہوتی ہیں۔ جو لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں، جمہوریت ہی ان کی آنکھوں کا تارا ہے۔ وہ جب نظام اسلام کے فیوض وبرکات، سیر وتاریخ کی کتابوں میں پڑھتے ہیں تو کہنے لگ جاتے ہیں کہ اسلامی جمہوریت ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اسلام پہلے ہے، جمہوریت بعد میں۔ جمہوریت اسلام میں کیسے ہوسکتی ہے۔ اسلام تو اپنی شکل وصورت میں اس وقت بھی موجود تھا جب ابھی جمہوریت پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ جمہوریت عدل ومساوات اور عوام کی خیرخواہی کو نہیں کہتے۔ یہ عناصر تو بعض شخصی حکومتوں میں بھی بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ کتنے نیک دل بادشاہ ایسے گزرے ہیں جن کے دور میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔ کیا ان کے دور کو جمہوری دور کہیں گے؟ حالانکہ وہ ملوکیت تھی۔ جمہوریت تو ایک نظام ہے ،جس کی باگ ڈور عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جس میں اکثریت جو چاہتی ہے۔ کرتی ہے اکثریت اپنی اکثریت کے بل بوتے پر ظلم کرے تو جمہوریت ہے غیر جمہوری طریقہ سے برسراقتدار آ کر اگر کوئی حکمران عدل ومساوات کے دریا بھی بہادے تو اس کو جمہوریت نہیں کہتے۔ جنرل ضیاء یا کوئی اور اگر اقتدار پر قبضہ کر کے فرشتہ بھی بن جائے اور عوام کو ہر طرح کی آزادی بھی دے دے لیکن جمہوری الیکشن نہ کروائے تو جمہوریت کبھی بحال نہیں ہوسکتی۔ جمہوریت کی بحالی اسی وقت ہوسکتی ہے جب ملک میں ہر تین یا پانچ سال کے بعد کھلی الیکشن بازی ہو۔

الیکشن بازی ہی حقیقت میں جمہوریت ہے۔ آج کل مسلمان جب یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت ہے تو اسلام کے عدل و مساوات اور شخصی آزادی کو جمہوریت کی دلیل بناتے ہیں اور جب اسلامی جمہوریت کے نام پر بحالی جمہوریت کا مطالبہ کرتے ہیں تو عوامی

الیکشنوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جمہوریوں کے اس عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جمہوریت عدل ومساوات اورعوامی فلاح و بہبود کا نام نہیں بلکہ الیکشن بازی کا نام ہے، جب ہی وہ مطالبہ کرتے ہیں۔اگران کے نزدیک جمہوریت عدل ومساوات اورعوام کی فلاح و بہبود کا نام ہوتا تو اس کا مطالبہ کرتے ،الیکشنوں کا مطالبہ نہ کرتے۔

اگر کوئی کہے کہ اسلام اور جمہوریت میں کوئی فرق نہیں اور دلیل یہ دے کہ جمہوریت کی بنیاد پانچ نکات ہیں اسی طرح اسلامی نظام حکومت کی بنیاد بھی یہ پانچ نکات ہیں۔

۱۔ حکومت کسی کی ذاتی یا خاندانی ملکیت نہ ہو۔

۲۔ تمام اہل ملک قانون کی نظر میں مساوی ہوں۔

۳۔ خزانہ ملکی کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہو، بلکہ عوام کی امانت ہو۔

۴۔ تمام ملکی امور مشورہ سے طے پائیں۔

۵۔ رئیس ملک کا تقرر عام انتخابات سے ہو،اس کو دیگر باشندگان ملک پر کوئی ترجیح نہ ہو۔اس سے کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح جمہوریت کے ان پانچ نکات کی روح صرف ایک یہ نکتہ ہے کہ السلطنة للشعب وحده یعنی چلے عوام کی۔اسی طرح اسلامی نظام حکومت کی روح بھی صرف ایک یہ نکتہ ہے۔

﴿ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ [الانعام: ۵۷]

یعنی چلے اللہ کی اور کسی کی نہ چلے۔ملک میں قانون اللہ تعالیٰ کا ہی ہو۔عوام اسے پسند کریں یا نہ کریں۔ملک کا رئیس وہ ہو جو اللہ کا پسندیدہ ہو، نہ کہ وہ جو عوام کے ووٹ زیادہ حاصل کرے۔ان دونوں نکتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور جمہوریت میں بڑا فرق ہے۔اسلام میں اگر کوئی بادشاہ کسی ملک پر مسلط ہو کر وہاں اسلام کی حکومت قائم کردے تو وہاں کا جائز حاکم ہے۔اس کی اطاعت فرض ہے۔جمہوریت کے اصولوں سے بے شک وہ ناجائز ہو،لیکن اسلام کی رو سے بالکل جائز ہے۔پوری اسلامی تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔رسول اللہ ﷺ کو عوام نے منتخب نہیں کیا تھا۔آپ نے طاقت پیدا کر کے مکہ کو فتح کیا اور عرب میں اسلام کی حکومت قائم کی۔اگر اسلام میں جمہوریت ہوتی تو عرب میں اسلام کی حکومت کبھی قائم نہ ہوتی۔عرب عوام کب چاہتے تھے کہ بت پرستی ختم ہو اور وہاں اسلام کی حکومت قائم ہو۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم اور ایران کی سلطنتوں کو ختم کر کے وہاں اسلام کی حکومت قائم کی۔وہاں کے عوام کب چاہتے تھے کہ اسلام کی حکمرانی ہو۔بنوامیہ اور بنوعباس نے اور پھر اس کے بعد ترکوں نے اتنی فتوحات کیں۔ہر مسلمان کی زبان پر یہ نعرہ تھا

ے چین و عرب ہمارا ، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

یہ نعرہ نظام اسلام کے تحت ہی لگایا جا سکتا ہے، جمہوریت میں ایسا نعرہ نہیں لگ سکتا۔آج مسلمان کہتے تو ہیں کہ اسلام میں جمہوریت

ہے، لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اگر جہاد فرض ہے تو اسلام میں جمہوریت کیسے ہو سکتی ہے کیا جہاد اور جمہوریت جمع ہو سکتے ہیں۔ جہاد اسلام کی تو روح ہے۔ لیکن جمہوریت کے لئے یہ موت ہے۔ اگر اسلام میں جمہوریت ہوتی تو اسلام عرب سے بھی باہر نہ نکلتا۔ یہ تو جہاد کی برکتیں ہیں جو اسلام ساری دنیا میں پھیل گیا۔ اگر جہاد نہ ہوتا تو ہمیں بھی اسلام نصیب نہ ہوتا۔ ہم بھی آج غیر مسلم ہی ہوتے۔ اگر جمہوریت کے ساتھ اسلام چل سکتا تو اللہ تعالیٰ بھی انبیاء کے انتخابات میں جمہوریت سے کام لیتے۔ انبیاء عوام کے منتخب کردہ اور اکثریت پارٹی کے ہوتے تو ان کو تبلیغ کرنے میں بھی آسانی ہوتی۔ اتنی اذیتیں بھی نہ پہنچتی، لیکن انبیاء کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ نے جمہوریت سے کام نہیں لیا بلکہ انبیاء کو نامزد ہی کیا۔ صرف اسی وجہ سے جمہوریت کی سرزمین میں اسلام کا بوٹا لگ نہیں سکتا۔ اس نامزدگی سے اگرچہ انبیاء کو تکلیفیں بھی اٹھانا پڑیں لیکن اسلام خوب پھلا پھولا۔ اگر انبیاء جمہوری طریقہ سے آتے تو اسلام کبھی نہ پھلتا پھولتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے انتخاب انبیاء میں جمہوریت کو گوارہ نہیں کیا، کیوں کہ یہ اسلام کے منافی ہے، تو انتخاب خلفاء میں اللہ کو کیسے گوارا ہو سکتی ہے؟ آخر خلفاء کو بھی تو وہی کام کرنے ہوتے ہیں جو انبیاء کرتے ہیں۔ خلفاء کا فرض بھی تو انبیاء کے مشن کو آگے چلانا ہوتا ہے۔ یہی نہیں کہ جمہوریت اسلام میں نہیں، جمہوریت فطرت کے کسی نظام میں بھی نہیں۔

فطرت کے ہر نظام میں سیادت وقیادت قدرتی ہوتی ہے، سیادت وقیادت کے لئے جمہوری انتخاب کہیں بھی نہیں ہوتا۔ کیا خاندان کا نظام، جہاں سے سیاست اور سٹیٹ کا تصور لیا گیا ہے، جمہوری ہے۔ کیا خاندان کا بڑا آدمی جمہوری انتخاب لڑ کر بڑا بنتا ہے یا کوئی بیوی الیکشن لڑ کر بیوی بنتی ہے۔ جس قدرتی طریقے سے خاوند اور بیوی کا انتخاب ہوتا ہے اسی قدرتی طریقہ سے خلیفہ کا انتخاب ہو سکتا ہے۔ جیسے ایک خاندان کے اہل حل وعقد مشورہ کر کے لڑکے لڑکی کے لئے رشتہ تلاش کرتے ہیں اسی طرح ہر ملک کے اہل حل وعقد جو ہر زمانے میں ، ہر معاشرے میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں، صلاح ومشورہ کر کے اپنا امیر منتخب کر سکتے ہیں اور یہ قدرتی طریقہ ہے اور یہی اسلام کا نظام ہے۔ جس طرح موزوں رشتہ تلاش کرنے میں عوامی الیکشنوں کی ضرورت نہیں، کیوں کہ یہ طریقہ خلاف فطرت ہے اسی طرح سربراہ مملکت کے انتخاب کے لئے بھی جمہوری الیکشن کرانا خلاف فطرت ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت کوئی فطری نظام نہیں۔ یہ ایک مصنوعی اور غیر فطری نظام ہے تو یہ سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا کہ یہ اسلام کا نظام ہو جو دین فطرت ہے۔ لہٰذا جمہوریت کو اسلامی کہنا غیر فطری کو فطری بنانا ہے۔

جمہوریت شرک اور کفر ہے۔ جمہوریت وہ نظام ہے جس میں حاکمیت عوام کی ہوتی ہے۔ عوام جس کو چاہتے ہیں منتخب کرتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں ملک کا دستور بناتے ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن وحدیث کا کوئی قانون ملکی قانون نہیں بن سکتا۔ جب تک عوام کی نمائندہ اسمبلی اس کی منظوری نہ دے۔ جمہوریت میں اسمبلی جب تک قانون نہ بنائے نماز جیسا اہم رکن اسلام بھی کسی مسلمان پر فرض نہیں ہوتا۔ اسی لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نماز کا انکار یا اس کا نہ پڑھنا کوئی جرم نہیں۔ غرضیکہ جمہوریت میں ملک کی ساری گاڑی عوام کی مرضی پر چلتی ہے، جس کی وجہ سے یہ شرک وکفر ہے۔ شرک اس لئے کہ حاکمیت اللہ کی خاص صفت ہے۔ زمین اس کی، آسمان اس کا، خالق ورازق وہ، مالک وہ۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں، لیکن جمہوریت اللہ کی اس خاص صفت میں عوام کو شریک ٹھہراتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ [الاعراف: ٥٤]

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ [الانعام :٥٧]

﴿اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ﴾ [الانعام:٦٢]

﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ اَحَداً﴾ [الكهف :٢٦]

یہ آیات بتلاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسے معبود ہونے میں یکتا ہے، اسی طرح حاکمیت میں بھی یکتا ہے۔ جیسے غیر اللہ کی عبادت کرنے والا مشرک ہے ایسے ہی عوام کی حاکمیت یعنی جمہوریت کا قائل بھی مشرک ہے۔ وہ عبادت میں غیر اللہ کو شریک ٹھہراتا ہے۔ یہ حاکمیت میں عوام کو شریک بناتا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اہل حدیث:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَاذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾

[الشوریٰ :٢١]

کو مقلدوں پر فٹ کر کے ان کو مشرک کہتے ہیں، کیوں کہ وہ قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے اپنے آئمہ کے بنائے ہوئے مسئلوں کو مانتے ہیں۔ لیکن نہیں دیکھتے کہ جمہوریت کے قائل ہو کر وہ مقلدوں سے بھی بڑے مشرک بنتے ہیں۔ کیوں کہ جمہوریت میں عوام کی نمائندہ اسمبلی دستور بھی خود بناتی ہے اور ملکی قانون بھی خود وضع کرتی ہے اور یہ کھلا ہوا شرک و کفر ہے۔ پھر مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ پاکستان کے دستور میں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ حقیقی حاکم اللہ رب العالمین ہے۔ اس لئے پاکستانی جمہوریت کوئی شرک نہیں۔ حالانکہ یہ سراسر دھوکا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ کر شرک کرے تو کیا شرک نہیں ہوتا؟ جیسے شرک کرنے والے کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھنا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اسی طرح پاکستانی دستور میں یہ لکھنا کہ حقیقی حاکم اللہ رب العالمین ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب جمہوریت کو جو صریحاً شرک ہے رواج دیا جاتا ہے تو شرک خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ حقیقی حاکم اللہ رب العالمین ہے اور چلانا نظام جمہوریت، یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور کرے شرک۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھنے سے شرک توحید نہیں بن جاتا جیسا کہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے حرام حلال نہیں بن جاتا۔ شرک شرک ہی رہتا ہے خواہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کتنا پڑھے اور حرام حرام رہتا ہے خواہ بسم اللہ بار بار پڑھے۔ توحید شرک کو مٹانے سے آتی ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھنے سے نہیں آتی۔ جب عملاً عوام کی حاکمیت موجود ہو تو اللہ رب العالمین کو حقیقی حاکم لکھنے سے جمہوریت کی حقیقت نہیں بدلتی۔ جمہوریت شرک ہی رہتی ہے۔ کیوں کہ جمہوریت کی حقیقت اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِشَعبٍ ہے۔ یعنی چلے گی عوام کی اور اسلام کہتا ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ چلے گی صرف اللہ کی۔ اس لئے جمہوریت اسلام کی ضد اور کفر و شرک ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے خاص کر اہلحدیث کو ورنہ اہل حدیثی ختم۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ